رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERD NO. A. 783



ممتاز المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و اڈیٹر چھپ کر شائع ہوا
قیمت فی پرچہ ۲ر

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بطور تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طرفین کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اودھ پنچ ایک مشہور و معروف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے منشاء مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور کثیر الاشاعت پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر نیز صاحب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ [illegible] سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام [illegible] نہیں تو قدری کوشش بیجا ہے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ ہی میں گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے [illegible] یہ خیال ہوتا ہے کہ منیجر خود نہیں بھیج سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا ہماری تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو [illegible] زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاع [illegible] جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ ذمہ داری مشتہر کے نام ہوتی جاتی ہے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہ ہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۳۱

مضامین غیر

۲۰ و ۲۵ اگست ۱۹۲۰ء

پریشانی

شاعر کا دل ابھی ہوئی زلفوں سے گھبرا رہا تھا۔ اب نہ گھبرائے گا۔ ابھی جب معشوق کی چندیا پر ایک بال بھی نہ ہوگا تو الجھے گی کیا چیز؟ وہ جو رقیبوں سے مونچھوں پہ تاؤ دے کے کہتے تھے

دمار فرقِ عشق خداری بہانہ زلف پرس
کہ این معاملہ با خاطر پریشان نیست

رفتہ رفتہ خود مونچھوں سے محروم ہو رہے ہیں۔ آہ! بالوں کی سیہ بختی دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے زمانہ ان کا دشمن ہو گیا عورتوں کے ہاتھ میں قینچی ہے مردوں کے ہاتھ میں استرا۔ نیچ اور کمیں کمیں کی صدا زنانے سے بھی آتی ہے مردانے سے بھی۔ ایسی حالت میں اگر سینٹ میں ماجک کا دل پریشان نہ ہوتا تو ہم سمجھتے کہ انھیں سیر و خیال اصلاح نہیں۔ جرمنی میں عورتوں نے بالوں پر رحم کیا مگر وہاں بے سنگی کی آندھی چل رہی ہے۔ پیرس میں بالوں کے متعلق اختلاف ہے گیسو نی نہیں ہوتی اتنی سر برہنہ بیاں وہاں نہیں نظر آتیں جتنی لندن میں ہیں۔ سنتے ہیں وہاں ایک کمیٹی اس امر پر غور کرنے کے لیے مرتب ہوئی کہ آیا گیسو بریدگی خوبصورتی کا جزو ہے یا نہیں واٹسن صاحب بھی اس مجلس پریشاں کے میر مجلس منتخب ہوئے جب ہاتھ لی گئی تو ایک اور تین کی نسبت سے نسائیت پر ہونے کے نتیجہ پانی پھر گیا ایک ثلث آبادی گیسو بریدگی پسند کرتی ہے اور دو ثلث بالوں کے گھر

گیسو اسکی تنگ سرمایہ شدہ در پاچہ

چون آن کہ حسن بجنی دلدار آمدہ بیدا

افسانہ زلف کا خاتمہ ہے ممبروں کی پریشانی کی وجہ پوچھیے کسی کے خیالات گنجے ہیں اور کسی کے ضمیر بے بعض زلف زدہ اس وسوسے میں ہیں کہ ڈرے کیا ہوگا؟ سانپ کینچوا ہو گئی۔ معشوق کا سر اور چھپا ہوا کیسر! ارے بدحال شعرائے ہند اکی پریشانی قابل رحم ہے شاعری کا مزا کرکرا گیسوئے دراز کی کہانی ختم۔ سودے کا خاطا خاسر دل سے اوڑھیو۔ گھٹا غائب ہو چکا رضوان:

اے خواجہ آتش تم کہاں ہو تمہاری فرمائش
اب پوری نہیں ہو سکتی ہے

دے دیا کیجیے سودائی تم الجھے میں
ہو گئے کو جو کبھی زلف پریشاں مانگے

پوری کیونکر ہو؟ چنگی میں آنے والی چوٹیاں ہی نہیں۔ گنتی ہوئی برش لا کھوڑی حاضر ہے سر گنجے۔ کنگھی میں تیل نہیں ڈانٹ موجود ہے۔

ڈیلی نیوز کا نامہ نگار خبر کی منیڈھیاں یوں گرداتا ہے کہ روایت والوں میں اتفاق نہیں خیالات میں بانگ نکل آئی ہے ایک حصہ کہتا ہے

نوٹس

حسب دفعہ ۱۹ و ۱۰ ایکٹ ۵ ۱۸۹۰ء

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول ضلع کیرہ مقام ...

درخواست نمبر ... ۱۹۲۰ء

بمقدمہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسماۃ کہاریہ بیوہ جگناتھ اور ستا دین و مسماۃ مہراجہ و مسماۃ منڈی بیوہ سجادین اقوام کوری ساکن جیت پور پرگنہ دھورہرہ تحصیل نگاس

بنام

تچو وغیرہ

چونکہ مسماۃ کہاریہ و مہراجہ و منڈی نے بذریعہ عرضی مورخہ ۲ جولائی ۱۹۲۰ء درخواست کی ہے کہ حسب منشاء ایکٹ دیوالیہ نمبر ۵ ۱۸۹۰ء دیوالیہ قرار دیا جاوے عدالت ہٰذا نے ۹ ماہ اکتوبر ۱۹۲۰ء جناب ... درخواست مذکورہ بالا پیش ہونے کا ... کے مقرر کی ہے اگر کسی کو کچھ عذر ہو تو بتاریخ مقررہ خود یا معرفت حاضر ہو کر پیش کرے

آج بتاریخ ۲۰ ماہ اگست ۱۹۲۰ء

مہر عدالت

دستخط حاکم بخط انگریزی

کیا چندے ڈیلی کی آبادکی کا حق سیاہ دیکے ذرا کو بے پارلیمنٹ کوئی مشادہ نہیں۔ دوسری نٹ پر مہ مو شکافی کرتی ہے کہ وہ مردانے ضعیفین کی قدردان عورتیں ہیں انکے نازک بوٹے بالوں کی خوشبو پر گرویدہ تھے اسلیے ہم نے داڑھی مونچھیں کمینی استرے اجاڑی کر دیا نہ بنا یہ داڑھی مونچھ بیچاریوں کا فدیہ تھی آخر وہ ہماری حرص میں کیوں دیوانی ہیں ہم نے انکی خاطر سے مادہ روئی قبول کی زکیا اسلیے کہ وہ مرد بن جائیں اگر ہمیں مردانی وضع کا ذوق شوق ہوتا تو کیوں مخنثی شکل اختیار کرتے اگر انھیں مردانی وضع پسند ہے تو چہرہ سنگار کیوں کر سے تماشا ہوا کے ہے

داڑھی منڈوا دی میں باز آئی خدا کے لیے

غرض معرکہ قیل و قال گرم ہے۔ یا شہر سرگردانی دیکھئے جناب لیڈی صاحب جو چاہتی ہیں کر گزرتی ہیں کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں نہ پارلیمنٹ کچھ بنا سکتی ہے شاید نیوز صاحب کچھ روکنے پر ڈیلی نیوز صاحب فرماتے ہیں کہ دادا باپ میاں لڑکا پوتا زرا سا اپنی پوتی بیٹی بی بی بہن دادی نانی کی وضع قطع دیکھ کے دہشت میں مبتلا ہو رہا ہے۔ خصوصاً ان بڑی بی کا فرق مبارک دیکھ کے دہشتی ہونے لگتی ہے جنکی چندیا اور گدی کی کھسیٹی بال خورے کا گدھا چر گیا ہے ہم کیونکر کہیں کہ گھٹی ہوئی چندیا دیکھ کے رجولیت میں ہیجان پیدا ہونا ممکن ہے۔ استر صنعت نازک اتنی شہزوری پر آمادہ ہو گئی ہے کہ بس ہی نہیں چلتا۔

ڈیلی نیوز صاحب کی پریشانی کی تہ کچھ زیادہ بڑھی آپ فرماتے ہیں کہ ان پارلیمنٹ کے بزدل ممبروں سے کوئی پوچھے تم کس کھیت کی مولی اور کس کیاری کے تھوبے ہو۔ مردوں کے متعلق اصلاحات پیش کرنے پر تو ہر وقت آستینیں چڑھانے آمادہ رہتے ہو مگر کوہ دبتی ہے تو ان نازک دھان پان تنکیوں سے انکی بے ڈھنگی وضع قطع دل کو پسند نہیں پھر بھی نکتہ چینی کرتے وقت لقوہ مار جاتا ہے ان

سچ ہے جو مطلب کے وقت گھوڑی تھی بی بی نی بی بی نی نی کر کے دولتی جھاڑ دی تو سسری کے نیچے زمین ناپنی پڑے گی۔ ہائے پریشانی وائے پریشانی۔

یارو پریشانی کی بھی ایک حد ہوتی ہے مگر یورپ کی پریشانی شیطان کی عمر سے زیادہ طولانی نظر آتی ہے کیا معنی کہ ضع قطع بدلی تھی تو خیر۔ غضب یہ ہے کہ میم صاحب اب سیڈم بننے سے گریز کرتی اور سچ تو یہ سائنس کی بدولت سارا نسائیت سوز گھونٹنے کے در پر جنٹلمین بن کے کودنا چاہتی ہیں۔ کارخانے کھل گئے کسی ڈاکٹر نے قدرت کی کمزوریاں انفس صنعت سے فائدہ اٹھایا اور اس عورت کو صاحب بہادر بنا دیا جسے فطرت نے نسائیت کم دی تھی یا تذکیر و تانیث میں مذبذب رکھا تھا

تھی ہے ہے

اگرچہ پر خنواند بسیر تمام کند

زچرخ نیو ترل رہنے کے بعد کسی حکیم نے گلٹیاں وال بدل سکے چاہ سے مینارے اور حوض سے فوارے کا کام لیا۔ یہ صنعت کی ترقی ہے۔ اور ہمدردان طبقہ نسواں کے کام کی صنعت کیا معنی کہ جس عورت کو اپنی مرضی کے مطابق شوہر دستیاب نہ ہو یا اتفاق سے میاں بن کے انتہا میں گرجائے تو اسے ضرورت تماشی اور بیچ کی خوشامد کرنے کی نہیں۔ جھٹ سے گلٹیاں بدلا کے بی بی سے شوہر بن جائے۔ اگر انگلینڈ کے اخبار سے خدا نے بخیر اپیدا کیا ہے تو شوہر صاحب ہاری

ان کے اٹھیں گے اور جیب کے جاگیں گے ورنہ دیر ہو جانے کے بعد بھی سابق زوجہ اور حال شوہر سے جیت نہیں سکتے وہ کنواری عورتیں جو ماں باپ کے بس میں ہیں اطمینان حاصل کر سکتی ہیں کہ جس پیوند سے وہ راضی نہیں وہ پیوند اس کل سے بیکار ہو سکتا ہے۔ اس پریشانی اور صد ہا پریشانی کی یہ بات ہے کہ کبھی بے کہے سنے اور

بغیر گلٹیاں بدلوائے بی بی مع ادا طور بڑھال عمر ہو جاتی ہیں شب کو سونے کی نیت سے لیٹیں تو صورت تھیں صبح کو اٹھیں تو سایہ گھر جامہ ساری چھپانے کے پتلون پہنے تھیں۔
ایک ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ نمبر

کی مرغی انڈے دیتے بیمار ہو گئی۔ کچھ روز گرن منتظر کرنے میں بیٹھی رہی اب جو دیکھتا ہے تو کیس کی مستیاں ہیلنے گئیں دم اونچی ہونے لگی تھوڑے دنوں کے بعد گئیں مرغیوں پر کڑ اکے اور ہم جنسوں سے کورٹ شپ کرنے۔ ہائیں یہ کیا ہوا؟ ناظرین اودھ پنچ کے سامنے تبدیل جنس کے بہت سے حادثے پیش ہو چکے ہیں ایسے یقین کیا جاتا ہے کہ وہ صبح اٹھتے ہی علاج تذکیر کی تلاش میں مشغول ہو جاتے ہوں گے۔ بیشک پریشانی کی بات ہے اے گھر والی سیدانی تاج الملوک کے دل پر کیا گذری ہوگی جب وہ حوض میں غوطہ لگاتے ہی "او ہی او ہی موئے گھوڑے" کرنے لگے تھے۔

بہر حال ہم پرانے حکیموں کے ایک قیاس استقرائی سے واقف ہیں جس سے یورپ والے بھی آگاہ نہیں۔ ستر فیصدی یہ تجربہ ٹھیک اترا ہے آزمائش شرط ہے گریہ ہے کہ ایک مہینہ لڑکے کے واسطے مقرر ہے دوسرا لڑکی کے لیے۔ حمل منعقد ہو جانے کے بعد جب نویں مہینے بچہ پیدا ہو تو دیکھو کہ وہ لڑکی ہے یا لڑکا۔ اگر لڑکی ہوئی تو سمجھو لڑکا اس سے ایک مہینہ پیشتر یا اس کے ایک مہینہ بعد آخر مہینہ تھا پھر حساب لگا کے آئندہ اس مہینہ میں جو مادہ کے لیے مقرر ہے کوئی ایسی بڑی حرکت نہ کرو جس سے پیٹ رہے اور گھر میں اولاد کی افراط ہو جائے۔

مثلاً کسی کے یہاں پہلی مرتبہ لڑکا بر سر صاحبزادے تولد ہوئے تو لا محالہ صاحبزادی نے فروری کے



"بو یعنی چہ" "یہ کہ مذہبیت اور قومیت کا سنگم نہیں ہو سکتا ہے"

"تو اینجانب محروم" "مجبوری ...."

جیسے میں قدم جمایا تھا۔ اگر فروری کے وسط
فروری یا مارچ میں تخم ریزی ہوتی تو [illegible]
پیدا ہوتا۔

یورپ میں عورتیں مرد بننے پر زیادہ مائل
ہیں۔ مردوں کو چنداں عورت ہو جانے کا شوق
نہیں۔ پس اہل یورپ ہماری ترکیب آزما کے
دیکھیں اور اسطرح اتنے مرد بنا ڈالیں کہ پھر
مردوں کو تناسب پورا کرنے کے لیے گھنٹیاں
پہنوا کے زنانہ بننے اور دودھ پلانے پر مجبور
ہونا پڑے اور یوں اسباب پریشانی خاطر
کا خاتمہ ہو جائے۔

راقم

آہ ہم اپنی پریشانی خاطر ان سے
کہنے جاتے تو یہاں پردے کیے گئے ہیں

بقلم

منادی ندیم

مکمل سیرت نبوی صرف ۲ر میں

اُردو کیت [illegible] کے مشہور رسالہ خادم [illegible] کا سیرت نمبر
[illegible] جو ہندوستان کے مشہور [illegible]
[illegible] خیال [illegible] مضامین سے آراستہ ہو کر تیار
ہو [illegible] بہترین مضامین اور تفسیر
سیرت نبوی کے متعلق موجود ہیں اور ہر حیثیت سے عجیب
با مرواد اور دعا ہی عشق رسول ہے۔

گھر بیٹھے تبلیغ

اگر آپ گھر بیٹھے تبلیغ کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسکو
پسند کرتے ہیں کہ آپکے [illegible] لوگ ہمارے رسول
کی تعلیمات [illegible] ہو جائیں تو ہم ان کو [illegible] پاس
بھیجئے آج ہی منگا کر [illegible] تفسیر کر کے
[illegible] نمبر کی قیمت ۲ر [illegible]
[illegible] کا حساب لیگا۔

تین سطر کے اشتہار آنہ میں

اس خاص نمبر کے [illegible] سے اشتہارات نکلتے ہیں صرف
[illegible] اشتہارات کو [illegible] بہترین فرصت ہے آپ اپنے
اشتہار کی [illegible] اشاعت [illegible] حاصل کیجیے۔

سب سے کم نرخ اشتہارات

[illegible] اشتہارات [illegible] کم رکھا گیا
ہے [illegible] کے ایک صفحہ کے [illegible] صفحے کے لیے
[illegible] اشتہار [illegible]
[illegible]   منیجر خادم [illegible] لکھنؤ

مرزا چغتائی بی اے بنام مولوی نصیبن

بخدمت مولوی نصیبن۔

حضرت۔ آپ نے ۱۰ر اگست کے پنچ میں
تو میرے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ آپ کا
نہ معلوم کیا خیال ہے۔ آپ نے یہ خیال کر رکھا
ہے کہ ہم یورپ کی بے رنگی اور عشرت و آوارگی
کے دلدادہ ہیں اور نہ ہماری رائیں ہیں اور نہ
تھیں۔ ذرا خدا سے ڈرو اور اس سلسلہ کو
بند کرو۔ بخدا ہم سوائے اسکے اور کچھ نہیں چاہتے
جو ہم کو خدا نے دیا ہے لیکن ساتھ ہی ہم لازم
اور ملزوم کے حیثیت سے بھی علیحدہ رہنا چاہتے
ہیں اور ہم کسی فقیہ یا مفسر کی جدت طرازی
کے آگے کلام اللہ کو طاق نسیان پر رکھنے
کو تیار نہیں۔ ہمارا عقیدہ خود قرآن میں موجود
ہے کل فی کتاب مبین یعنی سب موجود ہے کھلی
کتاب میں اور اسی وجہ سے ہم کسی مفسر یا

تاریخ راجگان ہند

وقائع راجستان

ہمدم بک ایجنسی نے ملک کی جو خدمت انجام دی ہے اگر اسکو
نظر انداز اور فراموش بھی کر دیا جائے تب بھی ہمدم بک
ایجنسی کا زر کثیر صرف کر کے تاریخ راجگان ہند کا
شائع کرنا ایک ناقابل انکار کارنامہ ہے ہمدم بک ایجنسی
اپنے کو بعض طباعت و اشاعت سے سبکدوش ہو چکی اب
ارباب ذوق پر فرض تھا کہ وہ اسکی پذیرائی کریں [illegible]
کیونکہ تاریخ راجستان قدردانوں کے پاس [illegible]
ہاتھوں ہاتھ نکلی۔ اب اسٹاک میں صرف تھوڑی سی جلدیں
اور باقی ہیں وہ شائع [illegible] کہ ابھی کوئی [illegible] کتب خانہ
تاریخ راجستان سے خالی ہے۔ اگر حقیقتاً [illegible] آپ نے
ہندوستان کے جملہ اقوام و ملل خصوصاً قوم راجپوت
اور اسکی شاخوں کی مستند تاریخ نہیں دیکھی ہے اور
اگر جبکہ آپ صرف کرنل ٹاڈ اور دیگر مورخین کی
غلط بیانیوں سے بچے ہوئے ہیں اگر آپ ہندو راجاؤں
کے ابتدائی رسوم اور روایات کا صحیح علم رکھنا
چاہتے ہیں تو آج ہی راجستان طلب فرمایئے [illegible]
ذوق راجستان کے مطالعہ کے بعد بھی تشنہ رہ جائے
تو ہمارا [illegible] قیمت صرف [illegible]
المشتہر

منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ

محدث یا شافعی کی لن ترانیوں کو ہرگز نہیں
مانیں گے اور ہم کو اگر کسی مسئلہ کے بارہ میں
شک ہوگا تو فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا
تعلمون پر عمل کر کے خود اپنے ہی سے مشورہ
کرینگے۔ ہم کو اس سے مطلب نہیں کہ دیوبند والے
کیا کہتے ہیں اور فرنگی محل کا کیا حکم ہے۔ موجودہ
زمانہ کے محدثین و مفسرین و علماء جیسے فلسفہ
مذہب و منطق اور Jurisprudence (اصول)
یعنی علم القوانین میں ہم سے درس نہ لیں گے
ہم ان کو محض نقل کتب خیال کرینگے اور کرتے
ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور مذہب ہے
کہ [illegible] بے علم متوالی خدا اور شناخت [illegible] مجبوراً
ہم کو خود سرائی کرنا پڑتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ
دیوبند سے بہتر علمیات کی تعلیم علیگڈھ میں ہوتی
ہے اور مذہب سے جس قدر رغبت بعد دیوبند اور فرنگی محل
کو ہے اتنا ہی ہم کو اس سے تقرب حاصل ہے اور
ہم کو اس پر فخر ہے۔ جس قدر علماء ہیں وہ سب ہمارے
مقلد ہیں اور در اصل امامت کا صدر علیگڈھ
ہے۔ کل کی بات ہے کہ ہم نے ترکی ٹوپی
پہنی اور انگریزی کی شروع کی اور مولویوں کی نئی
طرح بلایا مگر انہوں نے اسکو کفر بتایا یورپ
کی کورانہ تقلید کہا اور ترکی ٹوپی پہن کر نماز

اجلاس سب جج صاحب بہادر درجہ اول ضلع [illegible]

مقدمہ [illegible] سنہ [illegible]

چنی لال ولد ابرلال [illegible] ساکن [illegible] پرگنہ
[illegible] آباد   دیوالیہ

بنام

مولوی محمد ابراہیم [illegible] وغیرہ   مدعا علیہ
[illegible] چنی لال [illegible]   "

[illegible] تاریخ ۱۰ جولائی [illegible] دیوالیہ قرار دیا
گیا ہے اور عرصہ ایکسال کے واسطے میعاد دی گئی ہے
اسکو چاہیے کہ اندر میعاد درخواست بریت پیش کرے۔
دستخط حاکم بخط انگریزی

(شبیر حسین منصرم)   مہر عدالت

پڑھنا گناہ بتایا لیکن آج وہ راضی ہیں اور مانتے ہیں کہ ہم صحیح تھے۔ یہی حال پردہ کا بھی ہے اور ہمارے مولوی لوگ ہماری خود تقلید کرینگے۔

لڑکیوں کو پڑھانے کے بارہ میں ہم نے ان سے سوال کر کے کیا پھل پایا جو پردہ کے بارہ میں سوال کر کے اُمید رکھیں۔ ہمارے ہاتھ میاں تو لوگ اسطرح ہیں کہ جو ہم کرینگے اسکو وہ خود کریں گے۔ افسوس کہ میں مولانا پنچ کی ہر بر بحث نہیں کر سکتا کیونکہ جو شخص تحقیقات کرتا ہے وہ بحث میں ناکام رہتا ہے جبتک کہ اسکی پوری تحقیقات ناظرین کے سامنے نہ آجائے۔ لہٰذا آپ کے تمام جوابات اور تمام اعتراضات کا جواب میرے پاس میری کتاب ہے جو انشاء اللہ اگلے مہینے کے اختتام تک شائع ہو جائے گی اور جسکی پہلی کاپی آپ کی خدمت میں حاضر ہوگی۔ لہٰذا میں عارضی طور سے شکست تسلیم کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ مراسلات کا سلسلہ بند کیجیے اور کرم کیجیے۔

آپ فرماتے ہیں کہ عورت کا مرد نگہبان ہے اور ہم بھی تسلیم کرتے ہیں مگر اگر غور سے دیکھیے تو عورت بھی مرد کی نگہبان ہے۔ عورت اپنے شوہر کے چال چلن کی بہترین نگہبان ہے۔ واقعہ یوں ہے مرد قدرتاً ایک حد تک بیباک ہے اور اس پردہ نے اسکو اور بھی بیباک کر دیا ہے اور وہ خوب آزادی کے گیت گاتا پھرتا ہے۔ دراصل عورت کی آزادی مرد کی قید ہے۔ اگر آج ان تعلقہ داروں کی بی بیاں پردہ سے باہر نکل آئیں جو چوک میں گھنٹوں سے اُڑاتے ہیں اور جنکے تعلقے کوٹھے ہیں تو ان کے گلے میں ایک ایسی گھنٹی پڑ جائے کہ جس کی آواز سن کر تمام چوہے بھاگ جائیں۔ اور یا تو تعلقہ دار صاحب کو رنڈی بازی چھوڑنا پڑے اور یا بیوی چھوڑنا پڑے۔ قصہ مختصر وہ عورت اپنے شوہر کی اور اسکے بچوں کی نگہبان ہے" (بخاری)

اس طرح اگر پردہ اُٹھ جائے تو دوسری طرف حسب ذیل معاملہ پیش ہو:۔

"خنساء دختر خذام انصاریہ روایت کرتی ہیں کہ میرے باپ نے میرا نکاح کر دیا اور میں ثیبہ تھی مجھے وہ نکاح منظور نہ تھا میں نے رسول اللہ سے یہ ذکر کیا آپ نے میرا نکاح فسخ کرا دیا" (بخاری)

ایک طرف تو ہم محروم ہیں اپنے حق سے کہ جس سے شادی کرنا چاہیں اُس کو دیکھ نہیں سکتے اور دوسری طرف عورتیں مجبور ہیں کہ بغیر باہر نکلے کیسے اپنی جان چھڑائیں۔ غرض یہ پردہ قطعی واہیات ہے۔ ہم قطعی یورپ کی برہنگی کے خلاف ہیں اور صرف اتنا چاہتے ہیں کہ عورتیں اپنی ضروریات کے موافق چہرہ اور منہ کھلا رکھیں نوکروں سے پردہ قطعی نہ کریں۔ اپنا بڑا شعار یعنی مہمان کی خاطر و تواضع اختیار کریں۔ یہ نہیں کہ کُتے کی طرح اُسکو ڈیوڑھی پر پڑا رہنے دیں جو کبھی اسلام میں نہیں ہوا بلکہ ایسا ہو جیسا کہ ذیل کی حدیث سے ظاہر ہے:۔

رسول اللہ اپنے ایک دوست کو اپنے گھر میں لیگئے اور بی بی عائشہؓ سے کہا کہ ہم کو کھانے کو دو۔ اُنھوں نے لا کر کچھ چیز رکھدی۔ آپ نے پھر منگایا کہ کچھ اور لا دو آپ نے پھر کوئی چیز لا کر دی اسی طرح بار بار مختلف کھانے اور پینے کی چیزیں وہ رکھتی جاتی تھیں" چونکہ حدیث بہت طویل ہے اسوجہ سے میں نے اس کا اصل مطلب پیش کر دیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو پھر پوری حدیث پیش کی جائے اس موقعہ پہ اگر کوئی خیال کرے کہ بی بی عائشہؓ نے اسلامی پردہ نہیں کیا تو وہ غلط ہے۔ دراصل ہاتھ منہ کھلنا بے پردگی ہرگز نہیں ہے اور اسکو آپ خود تسلیم کرتی ہیں کہ ضرورت کے وقت جائز ہے اب آپ کی ضرورت کی فہرست الگ ہے اور ہماری ضروریات کی فہرست الگ۔

رسول اللہ کی گھر والیوں نے اپنا منہ اور چہرہ کبھی فضول نہیں چھپایا اور یہی ہم چاہتے ہیں اور اس سے زیادہ اگر چاہتے ہوں تو ہم کو خدا سمجھے۔ اگر آپ نے اور دوسرے مولویوں نے ہماری بات نہ مانی تو اندیشہ ہے کہ یورپ کی برہنگی عام ہو جائے گی۔

آپ کو میں کیسے یقین دلاؤں کہ یہ موجودہ پردہ نشینوں کی کارروائی ہے۔ آپ کو اور آپ کے ہم نواؤں کو پسند ہے کہ مسلمان اس سنت پر عمل کریں کہ بچپن سے بڈھوں کی شادی ہو اور چار بی بیاں ضروری کی جائیں اور ہم کو یہ سُنت پسند ہے کہ ہم جس لڑکی سے شادی کریں اُس سے مل لیں اور اس کو دیکھ بھال لیں چلیے قصہ ختم ہوا نہ ہم آپ کو روکیں اور نہ آپ ہم کو۔

ہماری تیاریاں کافی ہو چکی ہیں ایک کتاب نہیں بلکہ بہت سی کتابیں شائع ہونگی اور انشاء اللہ اس پردہ اور مولویت کے استیصال کے لیے ایک مستقل ہفتہ وار اردو اخبار بہت جلد نکلے گا جسکے تین کالم آپ کے قلم کے نمونہ کے لیے انشاء اللہ وقف کر دیے جائینگے۔ مگر فی الحال آپ اس جھگڑے کو ختم کر دیں تو بہت ہی بہتر ہے۔ اس خط کو پڑھ کر ردی کی ٹوکری میں پھاڑ کر ڈال دیجیے اور مراسلات کو ختم کیجیے تو بڑی عنایت ہو۔

فقط نیاز کیش
مظفر بیگ

بوا نصیبن بنام مرزا چغتائی بی اے

(آخری بند۔ غیب کا معرکہ)

مرزا۔ کہاں تک لکھوں بہت لکھ چکی۔ اب جو کچھ لکھنا ہے وہ تمہاری انوکھی کتاب دیکھ کے لکھونگی۔ سچ تو یہ ہے کہ میں لکھتی ہوں اودھ پنچ



لارڈ ارون:- تردد- تردد نہ کرو۔

مسٹر پنچ:- کچھ پروا نہیں۔ میرے دوست تم چاہو تو اسی باگ سے منہ زوری کا خاتمہ ہو جائے بشرطیکہ تم کم سوار نہ ہو۔

جو صاحب پنساری، عطار، یا عطروالوں کے درست صحیح پتے حافظ سینا محمد رفیع صاحب تیاباغ لکھنؤ کو دینگے (لکھ کر) انکو ہشت عدد عطر مفت روانہ ہوگی۔

ہیں۔ اودھ پنچ کو کسی خاص مذہب سے تعلق نہیں وہ تو ظرافت کے ساتھ تمام دنیا کی اخلاقی اصلاح کا فرض ادا کرتا ہے۔ نہ یادہ و کمال اشتعال انگیز ممکن ہے کہ دوسرے مذہب والوں کے واسطے دلچسپ نہ ہو۔ (وہ بھی) عام معرفت اور معلومات کے محتاج ہیں آپ گھبرائیے نہیں ہمارے ہندو دوست علم کے دشمن نہیں ہیں وہ بہت غور سے آپ کی پیاری پیاری گفتگو سنتے ہیں "پنچ" کوئی نیا خاص نکالو تو میں بھی معلوم کراؤں گی۔

مرزا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے خواجہ سرا والی حدیث کا ذکر کیا ہو خیر کیا ہو گا۔ بڑھاپے میں چیتا ٹھکانے نہیں رہتا۔ خواجہ سراؤں کے بارے میں اگر گھر کے کام دھندے سے چھٹی ملی تو کچھ کہوں گی۔ پر ہمت نہیں ہے۔ مگر تمہارے خط کا جواب ادھورا رہا جاتا ہے اسلیے مختصر کہتی ہوں۔ متشابہات میں پڑنے والے سے بات کا رخ ہمیشہ بدل جاتا ہے اسی پے بحث کرنے والوں کو عالموں نے ڈول ڈال بات بات پھرنے سے روکا ہے اور مناظرے کا علم بھی سیکھ لو۔

تم کہتے ہو کہ ا۔

"اس حدیث کی رو سے نہ صرف آپ پر ہی بلکہ منشی نصیب الدین صاحب پر بھی پردہ کا حکم عام مخنثوں سے واجب ہو جاتا ہے" میں کہتی ہوں "اور بھی اچھا ہوا یہ حکم تو پردے کی تاکید اور مصلحت کی بڑی دلیل ہے۔ بھلا غور کرو کہ یہ نگوڑے جنکی گنتی نہ مردوں میں ہے نہ عورتوں میں کیوں قبول تمہارے خبر دار کیسے گئے ضرور بہروپ پیشہ کرتے ہوں گے۔ ہے نہ یہی بات؟ پھر جب چھوٹا کہ مرد سے جنکے نہ گھر ہے نہ در ان کو ریجھ کے گناہ کرنے اور ہوس بجھاتے ہوں گے جیسے سواریوں میں بائسیکل ہے کہ نہ دانہ کی فکر نہ گھاس کی ضرورت۔ ویسے ہی یہ ہونے شناس کہ نہ بچہ ہونے کا ڈر نہ مہر اور روٹی کپڑے کا دھڑکا۔ اسلیے مردوں کو ان کے میل جول سے روکا تو خوب کیا۔ واہ۔ جو شریعت گناہ سے دنیا کو بچانے میں اتنا اہتمام کرے کیونکر وہ عورتوں کو جوبن دکھاتے پھرنے کی اجازت دیگی کہ جاؤ گستاخ گروں اور پرایا مال تاکنے والوں سے جوبن لٹواؤ۔ ہوئے تس کہے (خواجہ سرا مصنوعی) بھلے جیسے پیدائشی زنخے عورتوں کو کس بات سے پرچا لیتے؟ اور عہد نبیؐ ان سے مل کے کیا مزا پائیگی مگر نہیں اپنے رسولؐ کے قربان جاؤں کی نگاہ بہت دور تک پہونچی تھی گویا آجکل کا زمانہ اسوقت بھی انکے سامنے تھا۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ پیدائشی خواجہ سراؤں کی ایک قسم ہے بادامی خواجہ سرا یہ نگوڑے مردوں کے لیے عورت ہوتے ہیں اور عورتوں کے واسطے مرد ہو جاتے ہیں چاہے کوئی جوان پٹھا عورت انکی طرف نظر بھر کے دیکھنا گوارا نہ کرے مگر مال دولت کے لالچ میں بڑے بڑے عقلمند بھی پھنس جاتے ہیں کہ مردوں کی عورت کیا مال ہے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بہت سی تنگ چڑھی مغرور عورتیں نکاح بیاہ کی پابندی سے بھاگتی ہیں بادامی خواجہ سرا اگر انکے ہاتھ لگ جائے تو وہ ضرور پال لیں گی۔ اے ہاں نہ ہرت سے بہت بہتر ہے۔ پیٹ ویٹ رہے گا نہیں۔ عزیزا ان کو خواجہ سرا سمجھ کے بدگمانی نہ کریگی۔

سنتی ہوں کہ ولایت میں کسی جنٹلمین (جنٹلمین) نے اپنی بی بی پر کچہری میں نالش کی اور چپکے سے جج کے ہاتھ میں ایک کاغذ لکھ کے دیا کہ میم صاحب نے کتنے کو مجھ پر ترجیح دی گویا شوہری کے حق سے سرفراز ہے اور وہ شخص کہ شوہر ہے اسپر بھی میم صاحب منہ نہیں لگاتیں۔ ولایت والوں کی حکومت ہے اپنی (قوی) وہ اپنی قوم کو بدنامی سے بچانے کیلیے چپ چپاتے بنگلے میں مقدمہ کرتے ہیں گواہی خاص بھی اسطرح ہوتی ہے کہ بجز مقدمے والوں کے اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے پائی۔ کچھ ہندوستان کی سی لیڈر دھوم دھڑوں تو ہے نہیں کہ زبردستی دنگا کرنے کے مقدمے بھری کچہری میں پیش ہوں آنا سنے جاتا سنے۔ شور لگا ہو۔ وکیل گندے گندے سوال کریں۔ تمسخے پڑیں۔ چٹکلیں ہوں۔ زنانے مردانے اعضا گنائے جائیں گرائے چھلے۔ اچھا تو یہ حال تو جو کوئی اخبار نویس گندہ اشتہار چھاپ دیتا تھا تو سے جھٹ دھر گھیر کر لیں۔ اے ہے کیا کہتی تھی اللہ کدھر چلی گئی۔ خیر تو بیچارا جج بہت پریشان ہوا گو اور شوہر کے کوئی نہیں۔ ایک ہفتہ گزر گیا اور جج صاحب اپنا فرض نہ پورا کر سکنے کی وجہ سے گڑھتے گڑھتے گھل گئے۔ نہ بھوک تھی نہ پیاس۔ جج صاحب کی بی بی سے آخر صبر نہ ہو سکا اور انھوں نے پوچھا "پیارے کیا سبب ہے جو تم گھٹے جاتے ہو" جج صاحب نے واقعہ بیان کیا بی بی مسکرائیں اور سر جھکا کے یوں مشورہ دیا "اس عورت کو لیکے ڈاکٹرنی سے کہو کہ اسکا سینہ دیکھے جو سینے پر نیچے اور ناخون کے نشان ہوں تو مرد کا دعوے صحیح ہے"

جج صاحب بی بی کی ماشاء اللہ اے تو بہ شفقت اور ذہانت کے قائل تو ہو گئے۔ علامت موجود تھی مناسب تنبیہ کر کے معاملہ دبا دیا مگر یہ گتھی نہی دل میں پڑی کہ اس شخص کی جورو ایسی عجب بات سے کیونکر واقف ہوئی۔ ہو نہو کچھ دال میں کالا ہے۔ بھلا جورو خاوند سے کب تک اپنا بدن چھپا سکتی ہے۔ نگوڑا تنگ کرشمہ ہے آخر بھید کھل گیا کہ مشورے میں آپ بیتی کی بیتی بھی ملی ہوئی تھی ؎

نقش ناز بت طناز بآغوش رقیب
پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے

اے مرزا دیکھو شریعت کی احتیاط کو۔ اسنے اپنی طرف سے گناہ کی ہر طرح روک تھام کر دی آگے انسان جانے اور اسکا کام گنوں سے دل بہلائے بادامی خواجہ سراؤں سے۔

شرع بدکاری سے روکا کرتی ہے اور مرزا نہ مانتا تم اپنی مجرمی رائے کے علیتوں بدکاریوں سے نزدیک کرنے کے در پے ہو۔ وہ خواجہ سراؤں سے حذر

جگتی ہے اور تم اچھے خاصے سٹّے سے منڈے بیباک چالاک چو بند مردوؤں سے بھی پرہیز کے روادار نہیں۔ تم عرب کے میدان جنگ میں ہو کبھی اُحد کا خواب دیکھتے ہو کہ ام المومنین نے زخمیوں کو پانی بھر کے پلایا کبھی خیبر کی لڑائی اور عورتوں کی تیمارداری پر تمہاری نگاہ ہے۔ مگر تم نہیں دکھا سکتے کہ یہ کام عورتوں نے اپنے شوہروں کی اجازت سے کیے تھے یا اپنے اختیار سے وہ نقاب ڈالے ہوئے تھیں کہ بے پردہ تھیں۔

جنگ وہ چیز ہے جس میں طرح طرح کی مجبوریاں ہوتی ہیں مثلاً کسی کو اُسکی سمائی سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ آخر تم کیا چاہتے ہو کہ گھل کے مرنا۔ بیسرے فاقے مردہ جانور حلال ہو جاتا ہے مگر ہے وہ حرام۔ اسی طرح عورتوں پر سے جہاد ساقط ہے مگر اپنے بچاؤ کے لیے بچے بوڑھے اور کمزور عورتیں بھی تلوار سے کام لینے پر مجبور ہیں۔ آبرو اور جان بچانا ہر شخص پر واجب ہے۔ کوئی بیکس بے بس مسلمان زخمی مر رہا ہو تو دو بوند پانی حلق میں ٹپکا دینا یا مرہم پٹی کرنا غیر عورت کے واسطے کوئی عیب نہیں۔ پھر عورت بھی وہ جسکی ساری قوم لڑاکو ہو۔ یہ تو انسانی فرض ہے علاوہ اسکے مرتا ہوا آدمی آشنائی کی گھات میں نہیں ہو سکتا اُسے اپنی جان کی پڑی ہوتی ہے۔ جنگ کا میدان لاٹ صاحب کی دعوت نہیں ہے۔ تم کیسی بچوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ جسے اتنا سلیقہ نہیں کہ شرع کے حکم سمجھے وہ کس منہ سے پردے کے خلاف کتاب لکھنے کا دعوے کرتا ہے۔

اوباشوں کی حرکتیں کسی قانون قاعدے کو بنا بگاڑ نہیں سکتیں کوئی آزاد علامہ عورت بے نقاب پھرے یا الٹے بڑھ جائے یا بوڑھوں کو سبق دے تو اس سے کیا ہوتا ہے۔

آخر تم اسی بے وقوفی پر آمادہ ہو بہت نہیں کا مجمع دھرم کا تماشہ نہیں کیلئے جا رہی تھی

کہ تم بعض مسلمانوں کی حرکتیں تاریخ یا حدیث کی کتابوں میں دیکھ کے اُنھیں حرکتوں پر نئی شریعت گھڑنا چاہتے ہو یہ ایک بیہودہ جرأت ہے کوئی شریعت لوگوں کی حرکتوں کی ذمہ دار نہیں ہوتی۔ بھلا یہ بھی کوئی دلیل ہے دلیل ہوگی؟

(۱) جنگ احد کا ایک سپاہی گھوڑے سے گرا سر نیچے ٹانگیں اوپر رسول اللہ دیکھ رہے تھے لہذا جنگ میں گھوڑے سے گرنا سنت ہے۔

(۲) پلونا کی جنگ میں عثمان پاشا محصور ہو گئے پانی ختم تھا اُنھوں نے روسیوں کا خون پیا لہذا پیو خون۔

(۳) علامہ شیخ عبدالبطین کے گھر میں چور گھس گئے اُن کی زوجہ نے اٹھارہ آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ لہذا ہر مسلمان زوجہ کے واسطے لازم ہے کہ اٹھارہ چوروں کا خون روز بہایا کرے۔

(۴) تاریخ فتوح الشام میں ہے کہ ایک بہادر عورت قلعہ کے کنگرے سے کود پڑی چوتڑ کی ہڈی ٹوٹ گئی لہذا وہ عورت مسلمان نہیں ہو سکتی جو کوٹھے سے کود کے چوتڑ شہید نہ کروائے۔

(۵) جناب ابن سعود قابض مکہ مدینہ کی جوتی نے اُنکے گالوں میں ایسی حکمت دی کہ آج تک دانت بنے ہوئے ہیں۔ اے مسلمانو یہ تھیں عرب کی بہادر عورتیں۔ اگر تمہارے منہ میں دانت ہوں تو اپنے شوہروں کے گالوں پر آزماؤ سنت اہل اسلام ہے۔ جاؤ بھی تم کس مرض کی دوا ہو سروتا لیے ٹوٹی کترا کرتی ہو یہ نہیں ہو سکتا کہ اسی سروتے سے بڑھو اقبچہ کی ناک کی چھالیا کتر ڈالو۔

تمہاری دلیلیں دیکھ کے مجھے تمہاری کتاب کا جواب بہت آسان ہو گیا۔ پڑھا نہ لڑکو کی کی ایک جاہل بھی تمھیں قائل کر سکتا ہے۔

راقم ـــــــ م

بدنصیبن

معاصرین کے مخصوص نمبر

۱۔ پیشوا۔ دہلی کا رسول نمبر نہایت اہتمام سے شائع ہوا ہے ضخیم ہے نظم و نثر مضامین سے آراستہ ہے بیچیدہ وقت خوانوں کے واسطے ایک بار وحشت ہے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب مدیر کی محنت ٹھکانے لگی۔ مقدس مقامات کی تصویریں بھی ہیں۔ کمی رہ گئی تو صرف یہ کہ حضرت ابن سعود کی ویرانہ پسندی نے جو عمارتیں اور مسجدیں کھود ڈالیں انکی تصویریں نہیں ہیں۔

۲۔ عصمت دہلی۔ کا مخصوص نمبر اس رسالے کے بارے میں ہمارے خیالات ہمیشہ موید رہے ہیں کوئی نئی بات نہیں۔ اس نمبر کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مدیر نے پرچہ بھیجا تو راہ میں کسی نے چرا لیا۔ دوبارہ رجسٹری کرکے بھیجا تو ہمارے دفتر سے قبل اسکے کہ ہم اس سے مستفید ہوں کوئی صاحب غائب کر گئے خدا ان عصمت چوروں اور عصمت خوروں سے محفوظ رکھے۔

بہر حال ہماری رائے ہے کہ اس مخصوص نمبر میں نہایت دلچسپ مضامین ہیں شریف بہو بیٹیوں کے مطالعہ کے قابل ہیں۔ تصویریں بھی ہیں۔

خادم الحرمین لکھنؤ۔ ۱۲ ربیع الاول کا میلاد نمبر۔ مشہور سائل قلم کے رشحات نے اس کھیتی کی آبیاری کی ہے

برخاک ما رست زمین سبزہ بہاریحانی
نا چار بارد نہ تو خیبد سخنہ ناروانی

فرنگی محلی مفتی جس شراب کا ساقی ہو اسکے حلال ہونے میں کیا اشتباہ۔ اس پر طرہ یہ کہ مفت ہے یعنی اب آتا صفحی ہی بھی مرتکب ہو سکے گویا۔ بڑی بات اونچی کام ہے۔ یہ نمبر مفت ملتا ہے اور سال بھر کے باقی پرچے بقیمت۔ ہندوستان بھر میں حضرت قلعہ مکہ و مدینہ کی حرمت کے واسطے یہی پرچہ مخصوص ہے۔

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے اور

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کیگئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا ماحصل اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔

محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔